ڈاکٹر ظہور الدین احمد

سلسلۂ "فقہائے ہند" پر تبصرہ

علوم اسلامی مثلاً قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ اور تاریخ پر بے شمار تالیفات موجود ہیں موضوعات کے علاوہ مفسرین، محدثین اور علما و فقہا پر جداگانہ مبسوط، معجم اور تذکرے تالیف ہو چکے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں حضرت عمر فاروق کے زمانے میں اسلام کی روشنی آ پہنچی تھی۔ پھر صدیوں تک اسلام کی تدریس و تبلیغ کے لیے مدرس و مبلغ آتے رہے۔ اور خود اس سرزمین میں علما، فقہا اور مفسرین نے اسلامی علوم پر کتابیں تالیف کر کے قابل صد تحسین خدمات انجام دیں۔

مسلمانوں کو ارکانِ دین کی عملی تعلیم کے لیے علمِ فقہ دین کا ایک بنیادی جزو شمار ہوتا ہے اسلامی قوانین کے اجرا کے لیے بھی فقہا و قضاۃ کی حیثیت مسلّم تھی، اس لیے ہر عہد میں جید علما کا ظہور رہا۔ ان بزرگانِ دین کے احوال و کوائف محفوظ کرنے اور ان کا نام زندہ و پائندہ رکھنے کے لیے عربی میں طبقات الشافعیہ، طبقات الحنابلہ اور طبقات الحنفیہ جیسے عنوانات سے فقہائے عالی مقام کے تذکرے مرتب ہو گئے۔ برصغیر میں اولیا، شعرا اور علما کے تذکرے تو مرتب ہوئے ہیں لیکن خصوصی طور پر فقہا کا تذکرہ مرتب کرنے کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔

علمی دنیا مولانا محمد اسحاق بھٹی کی ممنون ہے کہ انھوں نے بڑی کاوش و کوشش سے یہ کام شروع کیا اور "فقہائے ہند" کے نام سے کتاب کا آغاز کیا۔ انھوں نے ہمت و استقلال سے اس کام کو جاری رکھا اور ۱۹۷۴ سے لے کر اب تک اس تالیف کی پانچ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ سامعین گرامی کے لیے ہم اس کتاب کا تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

فقہائے ہند کی پہلی جلد ۱۹۷۴ میں شائع ہوئی۔ یہ ۳۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں پہلی صدی سے آٹھویں صدی ہجری تک کے ۲۹۵ فقہا کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلی صدی کے ۳۶، دوسری کے ۱۷، تیسری کے ۷، چوتھی کے ۷، پانچویں کے ۴، چھٹی کے ۹، ساتویں کے ۵۵، آٹھویں کے ۱۶۰ فقہا کے احوال و کوائف بیان ہوئے ہیں۔ مصنّف نے بڑی تحقیق و تلاش سے یہ ثابت کیا ہے کہ ۱۵ھ میں اسلام سرزمینِ ہند میں

داخل ہو چکا تھا، اور مختلف خلفا کے عہد میں پچیس صحابہ کرام یہاں تشریف لائے، بعد میں تابعین اور تبع تابعین میں ۳۵ اصحاب نے اپنے مبارک قدموں سے اس سرزمین کو شرف بخشا۔ کتاب کے شروع میں بیالیس صفحات کا مبسوط مقدمہ ہے، جس میں خلفائے اُمت اور برصغیر میں نامور سلاطین کا نام بنام ذکر کیا ہے۔ اسلامی علوم کے لیے ان کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ کیا ہے اور علما کے ساتھ ان کے روابط کی تفصیل بتائی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان سلاطین کے نزدیک علمائے کرام اور فقہائے عظام کا کیا مرتبہ و مقام تھا۔

فقہائے ہند کی دوسری جلد جون ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی اور ۲۸۰ صفحات کو محیط ہے۔ اس میں نویں صدی ہجری کے ۱۰۵ فقہا کا ذکر ہے۔ اس جلد کے آغاز میں ۸۰ صفحات کا مبسوط مقدمہ ہے جس میں تیمور کے حملۂ ہند کی غایت اور اس کے اثرات پر بحث کی ہے اور تیمور کی علم پروری اور علما و مشائخ کی قدردانی کے متعلق معلومات فراہم کی ہیں۔ اس صدی میں سرزمینِ ہند کے مختلف علاقوں کے سلاطین مثلاً سلاطینِ شرقی، سلاطینِ گجرات اور سلاطینِ بہمنی کا ذکر کیا ہے۔ ان کے عہد میں علومِ اسلامی کی تدریس کی کیا صورتیں تھیں۔ علما و فقہا کی کیا حیثیت تھی۔ شاہانِ عالی مرتبت ان سے کس قدر استفادہ کرتے تھے اور ان کا کس قدر احترام کرتے تھے۔۔۔

ان تمام امور پر روشنی ڈالی گئی ہے جس سے علمی تاریخ کے کئی گوشے روشن ہو جاتے ہیں۔

فقہائے ہند کی تیسری جلد ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی۔ یہ ۴۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں دسویں صدی ہجری کے ۲۵۲ فقہا کا تذکرہ موجود ہے۔ شروع میں ۸۰ صفحات کا مفصل مقدمہ شامل ہے جس میں سلاطین لودھی، سلاطینِ تیموری میں سے بابر، ہمایوں، خاندان سوری میں سے شیر شاہ سوری اور گجرات، سندھ، کشمیر، بنگال اور ملتان کے ملوک و سلاطین میں سے نامور اشخاص کا ذکر کیا ہے۔ دینی علوم کے متعلق ان کی خدمات اور علما و فقہا سے ان کے روابط کا تذکرہ کیا ہے۔ اس تحقیقی حصے سے برصغیر کی سیاسی تاریخ کے ساتھ ساتھ علمی و معاشرتی تاریخ کے نمایاں پہلو سامنے آ گئے ہیں۔

فقہائے ہند کی چوتھی جلد کا پہلا حصہ ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا جو ۲۵۲ صفحات پر مشتمل ہے، اس میں گیارھویں صدی ہجری کے ۱۲۶ فقہا کا تذکرہ آگیا ہے۔ حسبِ سابق اس میں ۴۰ صفحات کا مفصل مقدمہ شامل ہے، جس میں دورِ اکبری کی سیاسی، علمی اور مذہبی فضا کو اجاگر کیا گیا ہے، اور اکبر کی زندگی میں جو مذہبی تحول و تغیر رونما ہوا اس کا تجزیہ پیش کیا ہے۔ اس کے بعد ان کی علمی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

چوتھی جلد کا دوسرا حصہ ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا، جو ۴۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں بھی گیارھویں صدی ہجری کے ۱۷۶ فقہا کا ذکر آگیا ہے۔ ۴۸ صفحات کے مبسوط مقدمے میں جہانگیر اور شاہ جہان کے ذاتی احوال و اوصاف بیان کرکے ان کی سیاسی زندگی کے واقعات و حوادث پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کی علمی و دینی خدمات کا تذکرہ کرکے ان کے عہد کے علما و مشائخ کی قدر دانی و قدر افزائی کی تفصیل بتائی ہے۔

فقہائے ہند کے مصنف جناب محمد اسحاق بھٹی صاحب ہمت و حوصلہ رکھتے ہیں کہ اس سلسلۂ تالیف کو جاری رکھیں اور بارھویں، تیرھویں اور چودھویں صدی کے فقہا کا مفصل تذکرہ تدوین و تالیف کریں۔ ہماری دعا ہے کہ انھیں اس مفید اور اہم تالیف کے مکمل کرنے کی توفیق نصیب ہو۔ مصنف نے جس محنت، دلسوزی اور دلجمعی سے اس کتاب کی تالیف پر وقت صرف کیا ہے، اس کے عینی شواہد وہ مصادر و منابع ہیں جن سے انھوں نے فقہا کے احوال و کوائف مرتب کرنے میں استفادہ کیا ہے۔ انھوں نے ہر جلد کے آخر میں ان منابع کی فہرست دی ہے جس میں مندرجہ ذیل تعدادِ کتب کے پیشِ نظر مصنّف کی وسعتِ مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

جلد اوّل میں ۸۸، جلد دوم میں ۵۵، جلد سوم میں ۸۲، جلد چہارم حصہ اوّل میں ۶۷، جلد چہارم حصہ دوم میں ۱۳۰ کتابیں مذکور ہیں۔

مصنّف نے مقدور بھر دستیاب کتبِ مآخذ سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس کے باوجود بعض فقہا کی علمی خدمات کے لیے معلومات میسّر نہیں آسکیں۔ حالاں کہ ان کی زندگی فقہی علوم کے درس و تدریس میں گزری۔ بعض مشائخ کو فقہا کی صف میں دیکھ کر بہ ظاہر تعجب ہوتا ہے لیکن تذکرہ نگاروں نے انھیں علمائے فقہ میں بھی شمار کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ ان کے زمانے میں علمِ فقہ حاصل کرنا متداول دروس میں شامل تھا اور پیرِ طریقت کے لیے عالمِ شریعت ہونا بھی لازم سمجھا جاتا تھا تاکہ وہ اپنے ارادت مندوں کی ظاہری و باطنی تطہیر کے قابل ہوسکے۔

مصنف نے ہر جلد میں فقہا کو حروفِ ہجائی ترتیب سے درج کیا ہے تاکہ مطلوبہ شخص کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے آسانی سے رجوع کیا جاسکے۔ تمام جلدوں کی تکمیل کے بعد یہ ضروری ہوگا کہ اشخاصِ مندرجہ کا ایک جامع اشاریہ مرتب کیا جاسکے تاکہ ان تمام جلدوں میں مطلوبہ اشخاص کی کیفیت معلوم کرنے میں سہولت ہو۔

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ لاہور تعریف و تحسین کا مستحق ہے کہ اس نے ایسی علمی و تحقیقی کتاب شائع کرنے کے لیے وسائل فراہم کیے۔ امید ہے ادارہ لائق مصنّف کی اس علمی کوشش کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا اور باقی ماندہ جلدوں کی اشاعت کے لیے وسائل فراہم کرے گا۔

یہ کتاب معلومات کا مخزن ہے اور طلبۂ علومِ اسلامیہ کے لیے ماخذ اور مرجع کا درجہ رکھتی ہے۔ مصنف بہرطور تحسین و ستائش کے مستحق ہیں۔

(بہ شکریہ ریڈیو پاکستان لاہور)

(بقیہ صفحہ ۵۴)

معلومات حاصل ہو سکیں۔

فاران ــ ماہر القادری نمبر

ملنے کا پتا: دفتر ماہ نامہ فاران، ای ۲/۱ ناظم آباد نمبر ۴، کراچی ۱۸۔

صفحات ۴۱۶ - قیمت ۱۵ روپے

ماہ نامہ "فاران" کراچی، پاکستان کا مشہور رسالہ ہے جو آج سے کم و بیش تیس (۳۰) سال پہلے برصغیر پاک و ہند کے معروف ادیب و شاعر جناب ماہر القادری مرحوم نے کراچی سے جاری کیا تھا۔ "فاران" کو بعض امور میں ہمیشہ ایک خصوصیت حاصل رہی ہے اور جو انداز و اسلوب پہلے دن ہی سے اس نے اختیار کیا، اس پر ہر حالت میں برقائم رہا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اس دور میں یہ بہت بڑی بات ہے۔ افسوس ہے اس کے بانی و مدیر ماہر القادری گزشتہ سال اچانک جدہ میں انتقال کر گئے اور سارا بوجھ اُن کے بھائی جناب مسرور حسین صاحب پر آپڑا۔ مسرور حسین صاحب نے دسمبر ۱۹۷۸ء میں "فاران" کا ماہر القادری نمبر شائع کیا ہے جو بڑا ضخیم نمبر ہے اور ۴۱۶ صفحات پر مشتمل ہے

ماہر القادری صاحب ہمہ اوصاف موصوف شخص تھے۔ ادیب، شاعر، مصنف، صحافی، مبلغ، ناقد، علوم دینی کے حامل اور خاص جذبہ و جوش کے مالک تھے۔ زیرِ تبصرہ نمبر میں ان کی تمام خوبیوں کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں، اور ملک و بیرونِ ملک کے متعدد حضرات نے ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ یہ خاص نمبر بڑا دلچسپ اور بہت سے معلومات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس کے مطالعہ سے بہت سی پرانی داستانیں سامنے آجاتی ہیں۔ ہمارے معزز قارئین کو یہ نمبر ضرور خریدنا چاہیے اور سالانہ خریداری کی صورت میں اس رسالے کو زندہ رکھنے میں بھی جناب مسرور حسین صاحب سے تعاون کرنا چاہیے۔